حضرت علیؓ

مکتبہ دین و دانش مکارم نگر

لکھنؤ

۱۳۷۵ھ

بچوں کی آسان کتاب

حضرت علیؓ

از

شرافت حسین (رحیم آبادی)

ملنے کا پتہ

مکتبہ دین و دانش، مکارم نگر لکھنؤ

مطبوعہ تنویر پریس لکھنؤ

پبلشر: ارشد حسین ندوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے کرم فرما اور لائق دوست حکیم شرافت حسین صاحب نے مسلمان بچوں کیلئے آسان اردو اور دینی معلومات کا جو سلسلہ "اللہ کے رسول" سے شروع کیا تھا اس کا یہ پانچواں حصہ ہے، جو خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) کے حالات میں ہے، امید ہے کہ پہلے چار حصوں کی طرح یہ بھی مقبول اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔

حضرت علیؓ کے حالات اس امت کے توسط و اعتدال کا امتحان ہیں جس میں صرف اہلسنت کامیاب ہوئے، ان کی عظمت اور ان کے کمالات کو سمجھنے کیلئے بڑی سلیم فطرت، بڑے توازن دماغ، بڑی دقیق نظر کی ضرورت ہے، اگر نظر ذرا سی چوک جائے، اگر جذبات کا عقل پر غلبہ ہو جائے، یا عقل قلب سلیم کی رفاقت سے محروم ہو جائے تو آدمی صراط مستقیم سے بہت دور جا پڑتا ہے، اور جو کچھ ظاہر ہوتا ہے یا وہ خارجیت ہوتی ہے یا رفض لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہے، عقل و محبت کا توازن برقرار رہے، کامیابی کا معیار صرف اتباع رسول اور تعمیل حکم ہو، تو صدیق اکبرؓ اور علی مرتضیٰؓ ایک ہی رنگ کے حامل اور ایک ہی منزل کے مسافر معلوم ہوتے ہیں فرق اتنا ہے کہ ایک نے تعمیل حکم کی اور کامیاب ہوا، دوسرے نے تعمیل حکم کی

اور بظاہر ناکامیاب رہا لیکن مومن کے نزدیک تعمیل حکم ہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ زمانۂ اعتدال کے امام ہیں اور حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ دور فتن کے امام ہیں۔ یہ دونوں دور بالکل طبعی اور قدرتی ہیں اور اسلام کی طویل تاریخ میں ان کا پیش آنا ناگزیر ہے، اور ہر ایک کیلئے ایک امام برحق کی ضرورت ہے۔ اگر حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ نہ ہوتے تو دور فتن و حوادث کے لیے ہمیں کہیں سے رہنمائی نہ ملتی۔

حضرت عثمانؓ و حضرت علی کی سیرت لکھنا بڑا مشکل اور نازک کام ہے بچوں کیلیے جو کتاب لکھی جائے اسمیں تفصیل کی زیادہ ضرورت نہیں اور اسکی ذمہ داریاں بھی کم ہیں لیکن واقعات اور تفصیلات کے انتخاب میں بڑے ذوق سلیم اور بصیرت کی ضرورت ہے اور مصنف نے اس چھوٹی سی کتاب میں اس کا ثبوت دیا ہے اب یہ کتاب بے تکلف ہر بچے کے ہاتھوں میں دینے کے قابل ہے امید ہے کہ اسلامی مکاتب اور ادارے اور مسلمان گھرانے اس کتاب کو قبول کرکے بچوں کی دینی و ذہنی تربیت اور اردو سکھانے کے کام میں اس سے مدد لیں گے۔ حکیم ظفر احمد حسین صاحب اس سلسلہ کی کامیابی پر مستحق مبارکباد ہیں اور بچوں کے والدین نیز اسلامی اداروں کی طرف سے مستحق شکریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے قلم سے تاریخ اسلام کی دوسری نامور ہستیوں اور مسلمانوں کے لیے قابل تقلید اشخاص کی سیرت سوانح کی تکمیل کرادے جو وقت کا بڑا کام اور دین کی بڑی خدمت ہوگی۔

"ابوالحسن علی"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت علیؓ کے باپ اور ماں!

ہمارے رسول کے چچا کا نام ابو طالب تھا۔
ابو طالب پر ہمارے رسول کی محبت کا رنگ غالب تھا۔
ابو طالب کی نگرانی میں ہمارے رسول نے پرورش پائی۔
ہمارے رسول کی پرورش ابو طالب نے بڑی شفقت سے فرمائی۔
اس شفقت کی وجہ سے کافروں نے ابو طالب کو بہت ستایا۔
ابو طالب نے رسول اللہؐ کی محبت میں بڑا دکھ اٹھایا۔
رسول اللہ نے ابو طالب کو کلمہ پڑھانے کی بڑی کوشش کی۔

کافروں نے ابوطالب کو بھڑکانے کی پوری کوشش کی۔
ابوطالب رسول اللہؐ کی بات کو سچ جانتے تھے۔
لیکن کافروں کے طعنہ کے ڈر سے کلمہ پڑھتے شرماتے رہے۔
ابوطالب رسول اللہؐ سے بہت محبت کرتے تھے۔
رسول اللہ پر قربان ہونے کے لیے تیار رہتے تھے۔
حضرت علیؓ ابوطالب کے بیٹے تھے
حضرت علیؓ سب کے چہیتے تھے۔
حضرت علی کی والدہ کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد تھا۔
حضرت فاطمہ بنت اسد کو رسول اللہؐ کا بڑا درد تھا۔
حضرت آمنہ کے انتقال کے بعد انھوں نے ہمارے
رسول کی خدمت کی۔
اس خدمت نے ان کو بڑی عزت دی۔
اللہ نے اُن کو اسلام کی دولت دی۔
اسلام کی دولت کے بعد ہجرت کی عزت دی۔

رسول اللہؐ نے ان کی بڑی عزت فرمائی۔
ان کو کفن میں اپنی قمیص پہنائی۔
ان کی قبر میں لیٹ کر برکت کا سامان کیا۔
حضرت علیؓ کی والدہ پر بڑا انعام کیا۔

حضرت علیؓ اسلام لاتے ہیں!

ادھر رسول اللہؐ کو نبوت کا تاج ملا۔
ادھر حضرت علیؓ کے سن کا دسواں سال ہوا۔
حضرت علیؓ نے رسول اللہؐ کو عبادت کرتے دیکھا۔
حضرت خدیجہؓ کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا۔
حضرت علیؓ پر اس منظر کا عجیب اثر ہوا۔
اس منظر کے ساتھ اللہ کی رحمت کا گذر ہوا۔
حضرت علیؓ نے رسول اللہؐ سے سوال کیا۔
"یہ آپ دونوں نے کیا کیا؟"

رسول اللہ نے عبادت کا مقصد بتلایا۔
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا مطلب بتلایا۔
رسول اللہؐ کی تربیت آ گے آئی۔
جنّت کی اس نے راہ دکھائی۔
دوسرے دن حضرت علیؓ رسول اللہ کے پاس
گئے۔ اور لا الٰہ الا اللّٰہ پر ایمان لائے۔
بچّوں میں یہ سب سے پہلے مسلمان تھے۔
اللہ اور رسولؐ کے حکموں پر قربان تھے۔

مکّہ کے تیرہ ۱۳ برس

اب حضرت علیؓ اسلام لا چکے تھے۔
رسول اللہؐ پر ایمان لا چکے تھے۔
رسول اللہؐ کے ساتھ عبادت کرتے تھے۔
رسول اللہؐ کی محبت کا دم بھرتے تھے۔

حج کے دنوں میں عرب کے قبیلے آتے تھے۔
مکہ میں بڑے مجمعے ہو جاتے تھے۔
ان مجمعوں میں رسول اللہؐ جاتے تھے۔
حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے ساتھ ہوتے تھے۔
اللہ کا کلام آپ سُناتے تھے۔
اسلام کی طرف سب کو بلاتے تھے۔
حضرت علیؓ ابھی چھوٹے تھے۔
پھر بھی کبھی کبھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔
نبوت کا اب چوتھا سال ہوا۔
اسلام کے پھیلانے کا حکم عام ہوا۔
سب سے پہلے عزیزوں میں یہ حکم پھیلانا تھا۔
اپنے عزیزوں کو اسلام پر لانا تھا۔
پہلے رسول اللہؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اسلام کا اعلان کیا۔
پھر اپنے عزیزوں کو خاص کر اسلام کا پیغام دیا۔

اس سلسلہ میں ایک دعوت کا انتظام کیا۔
حضرت علیؓ نے اس دعوت کا سامان کیا۔
اس دعوت میں خاندان کے سب آدمی شریک تھے
یہ دنیا میں ایک دوسرے کے رفیق تھے۔
کھانے کے بعد رسول اللہؐ کو موقع ملا۔
موقع پاکر آپ نے اسلام کو پھر پیش کیا۔
دنیا کے رفیقوں سے دین میں رفاقت چاہی۔
اسلام کے پھیلانے میں اپنے عزیزوں کی مدد چاہی۔
عزیزوں میں اسلام کی مدد کے لیئے کوئی تیار نہ تھا۔
دین کے معاملہ میں کوئی ساتھی اور مددگار نہ تھا۔
سب پر ایک خاموشی طاری تھی۔
رسول اللہؐ پر یہ خاموشی بھاری تھی۔
حضرت علیؓ نے اس خاموشی کو دور کیا۔
رسول اللہؐ کی مدد کا وعدہ بھرپور کیا۔

حضرت علیؓ ابھی چھوٹے اور دُبلے تھے۔
لیکن سچّائی اور بہادری کے پتلے تھے۔
اسلام کی مدد کے لیے دنیا میں یہ پہلی آواز تھی۔
اس آواز پر رسول اللہؐ کی طبیعت شاد تھی۔

ہجرت اور حضرت علیؓ کی جاں نثاری

مکّہ میں مصیبتیں اب بڑھتی جاتی تھیں۔
مسلمانوں پر ہر روز نئی مصیبتیں آتی تھیں۔
آخر مسلمانوں کے لیے ہجرت کا اعلان ہوا۔
مکہ سے مدینہ جانے کا فرمان ہوا۔
اکثر صحابۂ کرام وطن سے مُنھ موڑ چکے تھے۔
اسلام کی خاطر وطن اپنا چھوڑ چکے تھے۔
کفّار کی جرأتیں بہت بڑھ رہی تھیں۔

دنیا کو تاریک کرنے کی جرأتیں ہو رہی تھیں۔
رسول اللہؐ کو اس عالم سے رخصت کرنے کی
فکریں ہو رہی تھیں
توحید کے بجائے شرک سے دنیا کو بھرنے
کی فکریں ہو رہی تھیں،
اللہ نے رسول اللہؐ کو یہ جرأتیں بتلا دیں۔
اور اس سازش سے بچنے کی راہیں دکھلا دیں۔
رسول اللہ کو بھی اب ہجرت کرنے کا حکم ہوا۔
حضرت ابوبکرؓ کو بھی ساتھ لے چلنے کا حکم ہوا۔
حضرت علیؓ کی جاں نثاری کا اب موقع آیا۔
حضورؐ نے اپنے بستر میں حضرت علیؓ کو لٹایا۔
حضرت علیؓ نے جاں نثاری کا وہ منظر دکھلایا
جس منظر پہ جاں نثاروں کو بھی رشک آیا۔
کفار رسول اللہؐ کا گھر گھیرے تھے۔

اور حضرت علیؓ اس گھر میں اکیلے تھے۔
کافروں کو یہ دھوکا تھا۔
ان کے خیال میں اللہ کا رسول اس میں سوتا تھا۔
اس دھوکے میں کافر گھر کا پہرہ دے رہے تھے۔
بہت بُرا ارادہ اپنے دلوں میں کر رہے تھے۔
چاروں طرف کافروں کا پہرہ تھا۔
جان جانے کا پورا خطرہ تھا۔
حضرت علیؓ کافروں کے پہرہ میں سوتے تھے۔
خطرہ کو وہ کب خاطر میں لاتے تھے۔
اللہ کا بندہ رسول اللہؐ پر قربان تھا۔
سچّے مسلم کا یہ ایمان تھا۔
صبح ہوتے ہی کافروں کا دھوکا دور ہوا۔
کامیابی کا سب غرّہ کافور ہوا۔
بڑے ارادے لے کر جب گھر کے اندر آئے۔

حضرت علی کو دیکھ کر بہت شرمائے۔
غصّہ سے ان کا بُرا حال تھا۔
رسول اللہؐ کے چلے جانے کا ان کو ملال تھا۔

دشمنوں کے ساتھ دیانت

رسول اللہؐ کی دیانت پر کافروں کو بھی اعتماد تھا۔
اس دشمنی میں بھی کافروں کا مال رسول اللہؐ
کے پاس تھا۔
کافروں نے رسول اللہؐ کے پاس اپنی امانتیں رکھائی تھیں۔
یہ امانتیں رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ کے
سپرد فرمائی تھیں۔
حضرت علی یہ امانتیں دینے کے لیے ٹھہرے تھے
اس دیانت کے خاطر یہ سب جھگڑے تھے۔
اللہ نے حضرت علیؓ کے سر سے یہ مصیبت ٹال دی۔

حضرت علیؓ نے ہر شخص کی امانت واپس کردی۔
حضرت علیؓ کو جب اس کام سے فرصت ملی۔
آپ نے فوراً مدینہ کی راہ لی۔

غزوۂ بدر

مکہ سے چلے آنے کے بعد بھی کافروں کو چین نہ آیا۔
مدینہ تک آ آ کر مسلمانوں کو ستایا۔
مدینہ میں پہلے بدر کا غزوہ پیش آیا۔
حضرت علیؓ کی بہادری کا جوہر اس میں نظر آیا۔
غزوۂ بدر میں سب سے پہلے ولید حضرت علیؓ
کے مقابل آیا۔
ولید کو حضرت علیؓ نے ایک ہی وار میں جہنم پہنچایا۔
حضرت عبیدہؓ کے مقابلہ میں شیبہ لڑ رہا تھا۔
شیبہ مقابلہ میں کچھ ٹھہر رہا تھا۔

ولید کو قتل کر کے حضرت علیؓ نے حضرت عبیدہؓ کا ہاتھ بٹایا۔
شیبہ کو بھی قتل کر کے جہنّم پہونچایا۔
اب کافروں نے غصہ میں آکر حملۂ عام کیا۔
مسلمانوں نے بھی تلواروں کو بے نیام کیا۔
بے نیام تلواریں اب چمک رہی تھیں۔
صفوں کی صفیں اب اُلٹ رہی تھیں۔
حضرت علیؓ کی تلوار بجلی کی طرح چمک رہی تھی۔
کافروں کی ایک ایک صف اُلٹ رہی تھی۔
بدر میں حضرت علیؓ کی بہادری کا عجیب رنگ تھا۔
حضرت علیؓ کی بہادری سے ہر کافر دنگ تھا۔

حضرت فاطمہؓ سے نکاح!

حضرت فاطمہؓ رسول اللہؐ کی محبوب بیٹی تھیں۔

رسول اللہؐ نے اپنی محبوب بیٹی کی شادی حضرت علیؓ کے ساتھ کی۔

فتح بدر کے بعد حضرت علیؓ کا نکاح حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ہوا۔

حضرت فاطمہؓ کا نکاح انتہائی سادگی کے ساتھ ہوا۔

نکاح کے دس گیارہ مہینے بعد رخصتی ہوئی۔

یہ رخصتی بھی انتہائی سادگی کے ساتھ ہوئی۔

اب تک حضرت علیؓ رسول اللہؐ کے ساتھ رہتے تھے۔

رسول اللہؐ کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔

رخصتی کے وقت رسول اللہؐ کے کہنے سے ایک مکان کرایہ پر لیا۔

رسول اللہؐ نے اسی مکان میں حضرت فاطمہؓ کو رخصت کیا۔

جہیز میں رسول اللہؐ نے

دو چکیاں ، ایک مشکیزہ ، ایک پلنگ ، ایک چادر

اور ایک بستر دیا۔

دیکھو! دو چکیاں ، ایک مشکیزہ ، ایک پلنگ ، ایک چادر

اور ایک بستر۔

محبوب خدا کی محبوب بیٹی کے جہیز کا سامان ہے۔

زہد ، تقویٰ اور اللہ کی محبّت کی یہ شان ہے۔

زہد اور تقویٰ آپ کی امیری تھی۔

فخر کی چیز آپ کی فقیری تھی۔

حضرت علیؓ بھی زہد اور فقیری کے تاج دار تھے۔

رسول اللہؐ کے محبوب اور رسول اللہؐ پر جاں نثار تھے۔

حضرت علیؓ نے زرہ بیچ کر مہر کی رقم ادا کی تھی۔

مہر ادا کرکے زرہ کی قیمت سے کچھ رقم بچی تھی۔

اُس رقم سے حضرت علیؓ نے دعوتِ ولیمہ کی۔

کھجور ، پنیر ، اور جو کی روٹی وغیرہ کھانے میں دی۔

جنگِ اُحد، اور غزوۂ خندق !

تیسری ہجری میں جنگِ اُحد ہوئی۔
یہ جنگ بڑی سخت ہوئی۔
حضرت علیؓ کی تلوار نے اس جنگ میں بھی اپنا جوہر دکھلایا۔
کتنے کافروں کو اپنی تلوار سے جہنّم میں پہونچایا۔
اس جنگ میں مسلمانوں نے پہلے دشمن کو ہرایا تھا۔
پھر اپنی ہی غلطی سے اپنے آپ کو نقصان پہونچایا تھا۔
اس جنگ میں حضورؐ کے دانت شہید ہوئے تھے۔
حضورؐ ایک خندق میں گر پڑے تھے۔
تیر اور تلواروں کی ہر طرف سے بوچھار تھی۔
جس کو روکنے کے لئے حضرت علیؓ کی ذوالفقار تھی۔
حضرت علیؓ کی ذوالفقار اب بھی اپنا کام کر رہی تھی۔

دشمنوں کی گردنوں پر خوب چل رہی تھی۔
حضورؐ حضرت علیؓ اور چند صحابہؓ کے ہمراہ پہاڑ پر گئے۔
پہاڑ پر حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ کے زخم دُھوئے۔
حضرت علیؓ ڈھال میں پانی بھر بھر کر ڈالتے تھے۔
ڈھال سے پانی ڈال کر خون بند کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔

غزوۂ اُحد کے بعد پانچویں صدی ہجری میں غزوۂ خندق پیش آیا۔
غزوۂ خندق میں بھی حضرت علیؓ کا خاص جوہر نظر آیا۔
مقابل میں جو آیا اس کو آپ نے جہنم پہونچایا۔
اس طرح غزوۂ خندق میں آپ نے سب کافروں کو دُور بھگایا۔

صُلح حُدیبیہ

چھٹی ہجری میں صلح حُدیبیہ ہوئی۔
صلح حُدیبیہ کی تحریر حضرت علیؓ کے ہاتھوں ہوئی۔
آپ نے صلح نامہ میں محمدؐ کے نام کے ساتھ
رسول اللہؐ لکھا
کافروں نے رسول اللہؐ لکھنے پر اعتراض کیا۔
اس اعتراض کو حضرت علیؓ ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔
رسول اللہؐ کے حروف مٹانے کے لیے تیار نہ تھے۔
آپ کے دل میں رسول اللہؐ کا جو احترام تھا۔
رسول اللہؐ کے حروف کو مٹانا اس احترام کے خلاف تھا۔
آخر رسول اللہؐ نے خود اپنے مبارک ہاتھ سے
اُن حروف کو مٹایا۔
اس کے بعد صلح نامہ پُورا کرایا۔

فتح خیبر

یہود اب تک بہت پریشان کر چکے تھے۔
خیبر میں رہ کر بھی حیران کر چکے تھے۔
ساتویں ہجری میں خیبر پر چڑھائی ہوئی۔
خیبر میں یہودیوں سے سخت لڑائی ہوئی۔
بڑے بڑے صحابہؓ کی ماتحتی میں فوجیں گئیں
لیکن آخری قلعہ فتح کرنے میں بڑی دقتیں ہوئیں۔
آخر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
"کل عَلَم اس بہادر کے ہاتھ میں ہوگا۔
جو بہادر اللہ اور اس کے رسولؐ کو محبوب ہوگا۔
یہ بہادر اس قلعہ کو فتح کرے گا۔
بہادری میں اسلام کا نام بلند کرے گا"
رات بھر سب جاں نثار صبح کے انتظار میں رہے۔

اس شرف کے حاصل کرنے کے خیال میں رہے۔
حضرت علیؓ اس وقت آنکھوں کے آشوب
میں مبتلا تھے۔
لیکن خوش قسمتی میں بہت بلند اور بالا تھے۔
صبح ہوئی، حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا۔
پاس بُلا کر آنکھوں میں لعاب دہن لگایا۔
لعاب دہن سے آنکھوں کا آشوب دور ہوا۔
حضرت علیؓ کا دل اب مسرور ہوا۔
حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے عَلَم دیا۔
اور قلعہ کے فتح کرنے کا کام سپرد کیا۔
عَلَم لے کر حضرت علیؓ آگے بڑھے۔
ساتھ میں اسلامی فوج لے کر چلے۔
یہودیوں کا سردار مرحب آگے آیا۔
قلعہ کا حاکم تھا اُس نے جوش دکھلایا۔

حضرت علیؓ نے اس کو ایک وار میں جہنّم پہونچایا۔
مرحب کو جہنّم پہونچاکر قلعہ پر حملہ کیا۔
اور بہادری کے ساتھ اس کو فتح کیا۔

بتوں سے خانۂ کعبہ کی صفائی!

آٹھویں ہجری میں مکّہ فتح ہوکر کفر سے پاک ہوا۔
فتح مکّہ کے بعد اللہ کا گھر بتوں سے صاف ہوا۔
خانۂ کعبہ سے جب سب بُت نکل چکے۔
حضورؐ کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔
کعبہ کے اندر اب بھی ایک بڑا بت موجود تھا۔
شرک کا کعبہ کے اندر ابھی وجود تھا۔
یہ بُت بہت بلندی پر لگا تھا۔
اس وجہ سے اس پر ہاتھ نہیں پہنچ سکا تھا۔
اُس بُت کو بھی اب گرانا تھا۔

کعبہ کو بُتوں سے بالکل صاف کرانا تھا۔
حضورؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے کندھوں پر چڑھایا۔
حضرت علیؓ نے حضور کے کندھوں پر چڑھ کر بُت گرایا۔
حضورؐ کے حکم سے آپ نے بتوں کو پاش پاش کیا۔
کعبہ کو بتوں سے بالکل صاف کیا۔

حنین کا معرکہ اور غزوہُ تبوک

فتح مکّہ کے بعد حنین کا معرکہ پیش آیا۔
اس معرکہ میں بھی حضرت علیؓ کی بہادری کا جوش نظر آیا۔
معرکۂ حنین کے بعد غزوۂ تبوک کی باری تھی۔
تبوک جانے کے لیے سب مسلمانوں کی تیاری تھی۔
مدینہ کی حفاظت کے لیے کچھ انتظام کرنا تھا۔
مدینہ کی حفاظت کے لیے حضرت علیؓ کو مدینہ میں قیام کرنا تھا۔
رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ کو مدینہ کا حاکم بنایا۔

جہاد کے شوق میں حضرت علیؓ کو مدینہ کا حاکم بننا پسند نہ آیا۔
رسول اللہؐ نے فرمایا :-
"حضرت موسیٰؑ جب طور پر گئے تھے۔
حضرت ہارونؑ کو حفاظت کے لیے چھوڑ گئے تھے۔
میں بھی مدینہ سے باہر جاتا ہوں"
تم کو حفاظت کے لیے چھوڑے جاتا ہوں"

رسُول اللہؐ کی طرف سے اعلان!

مشرک اب تک حج کرتے تھے۔
برہنہ ہوکر طواف کرتے تھے۔
غزوۂ تبوک کے بعد سورۂ برات نازل ہوئی۔
کافروں کو حج کی اب ممانعت ہوئی۔
سورۂ برات میں اور بھی آیتیں تھیں۔
طرح طرح کی ہدایتیں تھیں۔

ان ہدایتوں کا عام اعلان کرنا تھا۔
حج کے موقع پر رسول اللہؐ کی طرف سے بیان کرنا تھا۔
حضرت علیؓ نے رسول اللہ کی طرف سے ان
احکام کا اعلان کیا۔
حج کے موقع پر جاکر اُن احکام کو بیان کیا۔

یمن میں تبلیغ اسلام!

تبلیغ اسلام کے لیئے رسول اللہ نے جگہ جگہ صحابۂ کرام کو بھیجا۔
ان ہی صحابۂ کرامؓ میں حضرت خالدؓ کو یمن
میں تبلیغ اسلام کے لیے بھیجا۔
حضرت خالدؓ نے چھ مہینہ یمن میں اسلام
پھیلانے کی کوشش کی۔
بہتوں کو اسلام کی طرف لانے کی کوشش کی
حضرت خالدؓ کی کامیابی جب نظر نہ آئی

رسول اللہؐ نے حضرت علی کو یمن جانے کی ہدایت فرمائی۔
حضرت علی کی زبان میں اللہ نے وہ اثر دیا۔
جس کے اثر سے حضرت علی نے بہتوں کو مسلمان کیا۔

حجتہ الوداع اور حضورؐ کی وفات

دسویں ہجری میں رسول اللہؐ نے آخری حج کیا۔
اس آخری حج کو حجتہ الوداع کہتے ہیں۔
حجتہ الوداع میں حضرت علیؓ شریک تھے۔
حجتہ الوداع کی واپسی کے بعد رسول اللہؐ بیمار ہوئے۔
اللہ کے پاس جانے کے لیے تیار ہوئے۔
حضرت علیؓ نے پوری تیمار داری کی۔
لیکن رسول اللہؐ کی بیماری بڑھتی گئی۔
آخر رسول اللہؐ اس دنیا سے تشریف لے گئے
مسلمانوں کو اپنی جدائی کا داغ دے گئے۔

حضرت علیؓ نے حضور کی تجہیز اور تکفین فرمائی
تجہیز اور تکفین میں اور عزیزوں نے بھی
شرکت کی عزت پائی۔

رسول اللہؐ کی وفات کے بعد

رسول اللہؐ کی وفات کا حضرت فاطمہؓ کو بہت غم تھا۔
حضرت فاطمہ کے ساتھ حضرت علیؓ کو بھی سخت الم تھا۔
اس غم اور الم میں حضرت فاطمہؓ کو آپ تسلّی دیتے تھے۔
حضرت فاطمہؓ کی ہر طرح دلجوئی کرتے تھے۔
حضرت ابوبکرؓ اب رسول اللہ کے خلیفہ تھے۔
خلافت کا کام اب حضرت ابوبکرؓ کرتے تھے۔
حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ کی قابلیت کا اعتراف کرتے تھے
حضرت ابوبکرؓ کو رسول اللہؐ کا سچّا خلیفہ مانتے تھے
حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔

حضرت عمرؓ کی خلافت میں آپ ہمیشہ مشوروں میں شریک رہے۔
حضرت عمرؓ جب بیت المقدس تشریف لے گئے۔
تو حضرت علیؓ کو خلافت کا کام دے گئے۔
حضرت عمرؓ اور آپ سے بڑے اچھے تعلقات تھے۔
دونوں کے دل بالکل پاک اور صاف تھے۔
ان تعلقات نے رشتہ کو اور مضبوط کیا۔
حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی اُمّ کلثوم کے ساتھ
حضرت عمرؓ کا نکاح کیا۔
حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے۔
حضرت عثمانؓ کے وقت جب فتنے اور فساد ہوے۔
حضرت علیؓ نے ان فتنوں اور فسادوں میں اچھے مشورے دیے
ان مشوروں سے حضرت عثمانؓ کو بہت کچھ فائدے ہوئے۔
ایک مرتبہ باغیوں کو سمجھا کر آپ نے مدینہ سے واپس کیا۔
دوسری مرتبہ بھی باغیوں کو سمجھانے میں سب کچھ کیا۔

جب باغیوں نے حضرت عثمانؓ کا گھر گھیرا تھا۔
اس وقت حضرت عثمانؓ کے گھر پہ آپ کے
صاحب زادوں کا پہرہ تھا۔
آپ کے صاحب زادے باغیوں کے ہاتھ سے
زخمی ہوئے تھے۔
پھر بھی حضرت علیؓ اپنے صاحب زادوں پر خفا ہوئے تھے
آپ نے فرمایا :-
"تمھارے سامنے یہ واقعہ کیوں کر پیش آیا۔
تمھاری موجودگی میں حضرت عثمانؓ کو باغیوں نے
کس طرح شہید کر پایا"

حضرت علیؓ خلیفہ ہوتے ہیں!

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مدینہ کی عجیب حالت تھی.
مدینہ میں ہر طرف باغیوں کی حکومت تھی۔

باغیوں کو دبانے والی کوئی طاقت نہ تھی۔
باغیوں کو سیدھی راہ پر لانے والی کوئی جماعت نہ تھی۔
حضرت علیؓ سے سب نے خلیفہ ہونے پر اصرار کیا۔
آپ نے سب کے اصرار پر بھی انکار کیا۔
لیکن مہاجرین اور انصار نے آپ کو مجبور کیا
مہاجرین اور انصار کے مجبور کرنے سے آپ نے خلیفہ ہونا منظور کیا۔
حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد تیسرے دن
آپ خلیفہ ہوئے۔
مسجد نبوی میں آپ کی بیعت کے سب مراحل طے ہوئے۔

حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا پتہ لگانا تھا

خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلے حضرت
عثمانؓ کے قاتلوں کا پتہ لگانا تھا۔

قاتلوں کا پتہ لگا کر ان کو سزا دینا تھا۔
لیکن ان قاتلوں کا پتہ لگانا آسان نہ تھا۔
صحیح قاتلوں کے متعلق کسی کا کچھ بیان نہ تھا۔
حضرت عثمانؓ کی بیوی حضرت نائلہؓ بھی کسی قاتل کا نام نہ بتا سکیں۔
کسی قاتل کو وہ بھی خود پہچان نہ سکیں۔
باغی سارے مدینہ پر چھائے ہوئے تھے۔
ان کی قوت سے سب گھبرائے ہوئے تھے۔
حضرت علیؓ چپ رہنے پر مجبور تھے۔
اور اُن پر سختی کرنے سے معذور تھے۔
حضرت علیؓ کی معذوری کا لوگ کم خیال کرتے تھے۔
حضرت عثمانؓ کے خون کے بدلہ کو سب کہتے تھے۔
حضرت علیؓ بھی حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا دینا چاہتے تھے۔

لیکن باغیوں کی قوت کی وجہ سے کچھ بھی نہ کر پاتے تھے۔
حضرت علیؓ حالات کے درست ہونے کا
انتظار کرتے تھے۔
لیکن اکثر مسلمان حضرت علیؓ کی مشکلات کو کم سمجھتے تھے
باغی چوں کہ حضرت علیؓ کے لشکر میں مل چلے تھے۔
اس لیے لوگ طرح طرح کی بدگمانی کر رہے تھے۔
حضرت علیؓ مجبوری سے کچھ نہیں کر پاتے تھے۔
لیکن لوگ سزا نہ دینے کا الزام لگاتے تھے۔
ان لوگوں نے مکّہ جا کر حضرت عائشہؓ سے سب حال بتایا۔
باغیوں کا ظلم و ستم اور حضرت عثمانؓ کی شہادت
کا حال سنایا۔
پھر کہا، حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیے کوئی تیّار نہیں۔
خلافت کے باغیوں کو سزا دینے کے لیے
کوئی تیّار نہیں۔

حضرت عثمانؓ کا بدلہ

نیتوں کی صفائی، سبائیوں کی مکّاری

حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ بھی مکّہ پہونچ چکے تھے۔
وہ بھی حضرت عثمانؓ کی شہادت سے بے چین
ہو رہے تھے۔
یہ سب حضرت عائشہؓ کے ساتھ ہوئے۔
حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیئے تیّار ہوئے۔
حضرت علیؓ لڑائی پسند نہ فرماتے تھے۔
اور قاتل بھی آپ کے قابو میں نہ آتے تھے۔
حضرت عائشہؓ کو کس طرح اطمینان دلاتے۔
حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ کہاں پاتے۔
لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شبہے پیدا ہوئے۔
حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ

فوجیں لے کر بصرہ کی طرف بڑھے۔
اب حضرت علیؓ کو بھی بڑھنا پڑا۔
مقابلہ کے لیے بصرہ کی طرف چلنا پڑا۔
لیکن دونوں طرف کے لوگ سچّے تھے۔
سب نیتوں کے اچھے تھے۔
دونوں طرف سے صلح کی بات ہوئی۔
غلط فہمی بہت کچھ صاف ہوئی۔
رات کو اب اطمینان تھا۔
دونوں طرف صلح کا سامان تھا۔
مسلمان سب سو رہے تھے۔
سبائی اپنی قسمت کو رو رہے تھے۔
سبائی اس صلح سے گھبرا رہے تھے۔
گناہ اُن کو یاد آ رہے تھے۔
وہ مسلمانوں کے میل سے ڈر رہے تھے۔

اس میل کو اپنے لیئے خطرہ سمجھ رہے تھے۔
انھوں نے صلح کو ناکام بنانے کے لیے وہ چال چلی۔
جس چال سے جنگ کی فوراً آگ جلی۔
بزرگوں میں ایک طرف حضرت علیؓ اور
ان کے ساتھ اور صلحاء تھے۔
دوسری طرف حضرت عائشہؓ، حضرت زبیرؓ اور
حضرت طلحہؓ تھے۔
سبائیوں کا ایک ایک دستہ ان بزرگوں کے
خیموں کے پاس کھڑا ہوا۔
اور سبائیوں نے حضرت عائشہؓ کی فوج پر
رات ہی کو حملہ کر دیا۔
ان کی چالوں نے دونوں فوجوں کو یقین دلا دیا۔
کہ ایک فوج نے دوسری فوج پر حملہ کر دیا۔
اپنی جگہ پر ہر فوج یہ سمجھ رہی تھی

کہ پہل دوسری فوج نے کی تھی۔
جنگ روکنے کے لیئے ہر طرف سے بزرگوں نے
کوشش کی۔
لیکن جنگ کی آگ اب خوب بھڑک چکی تھی۔

ہزاروں مسلمانوں کی جانوں پر بن گئی

تھوڑی دیر میں جنگ اپنی پوری قوت
کے ساتھ شروع ہو گئی۔
سبائیوں کی اس چال سے ہزاروں مسلمانوں
کی جانوں پر بن گئی۔
دونوں طرف سے بہادری کے جوہر
دکھائے جا رہے تھے۔
اسلامی تلواروں سے اسلامی سپاہی گرائے جا رہے تھے

حضرت زبیر اور حضرت طلحہؓ نے جنگ سے
دست بردار ہونے کا خیال کیا۔
لیکن پھر بھی سبائیوں نے ان کو شہید کردیا۔
حضرت زبیر اور حضرت طلحہؓ دونوں اُس
جنگ میں شہید ہوئے۔
جنّت میں جاکر اپنے رسولؐ کے رفیق ہوئے۔
حضرت عائشہؓ کا اونٹ درمیان میں کھڑا تھا۔
تیروں اور تلواروں میں گھرا تھا۔
حضرت عائشہؓ کو بچانے کے لیے اُن کا
ہر طرف وار بڑھ رہا تھا۔
ہر طرف دار اپنی ماں پر اپنی جانیں قربان کر رہا تھا۔
حضرت علیؓ نے جب اس طرح اسلامی خون
بہتے دیکھا۔
اور جنگ کو کسی طرح نہیں تھمتے دیکھا۔

آپ نے ایک شخص سے اشارہ کیا۔
اس شخص نے اونٹ کے پیروں پر وار کیا۔
اس وار نے اونٹ کے پیروں کو زخمی کیا۔
اونٹ زخمی ہو کر بیٹھ گیا۔
اونٹ کے بیٹھنے پر جنگ کا خاتمہ ہوا۔
جنگ کا خاتمہ حضرت علیؓ کے حق میں ہوا۔
حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابی بکر تھے۔
محمد بن ابی بکر حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔
حضرت علی نے محمد ابی بکر کو دریافت خیریت کے لیے حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا۔
پھر خود حضرت عائشہؓ کے پاس حاضر ہو کر ان کا مزاج پوچھا۔
تھوڑے دن حضرت عائشہؓ نے بصرہ میں قیام کیا۔
پھر مدینہ جانے کا انتظام کیا۔

اونٹ کو عربی میں جمل کہتے ہیں۔
حضرت عائشہؓ اس جنگ میں جمل پر سوار تھیں۔
یہ جمل اس جنگ میں بہت اہم تھا۔
اس وجہ سے اس جنگ کا نام جنگ جمل تھا۔

حضرت معاویہؓ کا بیعت سے انکار

جنگِ جمل سے جب فرصت ملی۔
تو مسلمانوں پر دوسری مصیبت آپڑی۔
حضرت معاویہؓ شام کے گورنر تھے۔
حضرت معاویہؓ شام کے بہت دنوں سے افسر تھے۔
حضرت علیؓ جب خلیفہ ہوئے۔
تو بہت سے پرانے افسر معزول ہوئے۔
حضرت علی نے حضرت معاویہؓ کو معزول کیا۔
حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی معزولی کو نامنظور کیا۔

حضرت امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے عزیز تھے
حضرت عثمانؓ کے غم میں یہ بھی شریک تھے۔
حضرت عثمانؓ سے بغاوت کرنے والے حضرات
حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔
حضرت علیؓ کی فوج میں ان باغیوں کے
بڑے ہاتھ تھے۔
حضرت معاویہؓ ان باغیوں کو سزا دلانا چاہتے تھے۔
حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ لینا چاہتے تھے۔
حضرت معاویہؓ نے کہا:
"جب تک حضرت عثمانؓ کے قاتل سزا یاب نہ ہوں۔
حضرت علیؓ اپنی خلافت میں کامیاب نہ ہوں۔
اگر ہم سے خلافت کے لئے بیعت لینا ہے۔
تو حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو بھی سزا دینا ہے۔
جب تک اُن قاتلوں کو سزا نہ دی جائے گی۔

اُس وقت تک حضرت علیؓ سے بیعت نہ کی جائے گی"۔
حضرت علیؓ اس شرط کو پورا کرنے سے مجبور تھے۔
پانچ چھ ہزار آدمیوں کو سزا دینے سے معذور تھے۔
پانچ چھ ہزار آدمیوں میں اصلی قاتل کا پتہ
لگانا دشوار تھا۔

اور یوں تو ہر باغی قاتل ہونے کا دعوے دار تھا۔
حضرت علیؓ فرماتے تھے۔
"پہلے خلافت کے لیے حضرت معاویہؓ بیعت کریں
اس کے بعد قاتلوں کا مسئلہ پیش کریں۔
پیشہ لگنے پر قاتلوں کو سزا دی جائے گی۔
اللہ کے احکام کی پوری پابندی کی جائے گی"

جنگِ صفین

اب یہ آپس کے جھگڑے بڑھ رہے تھے۔

مسلمانوں کے سب کام بگڑ رہے تھے۔
ادھر حضرت معاویہؓ کا بیعت کے لیے تیار
ہونا مشکل تھا۔
اِدھر قاتلوں کا پتہ لگانا اور سزا دینا مشکل تھا۔
حضرت معاویہ کو حضرت علیؓ نے بار بار سمجھایا۔
خطوں کے ذریعہ سے ان کو سب کچھ یاد دلایا۔
خلافت کی اہمیت کو خوب جتایا۔
بیعت سے انکار کرنے کا نقصان بتایا۔
حضرت معاویہؓ نے قاتلوں سے بدلہ لینے پر
اصرار کیا۔
اسی اصرار کے ساتھ بیعت سے انکار کیا۔
ان حالات میں دونوں طرف سے جنگ کا سامان ہوا۔
دونوں فوجوں کے لیۓ اب صِفّین کا میدان ہوا۔
صِفّین کے میدان میں سب جمع تھے۔

مسلمان مسلمانوں سے لڑ رہے تھے۔
دنیا نے مہینوں اس جنگ کو جاری رہتے دیکھا۔
مسلمانوں کی تلواروں سے مسلمانوں کا خون بہتے دیکھا۔
دونوں طرف سے ہزاروں مسلمانوں کی جانیں جا رہی تھیں۔
بڑی بڑی جنگیں بھی اس جنگ کے سامنے شرما رہی تھیں۔
ایک روز جنگ کا بہت زور ہوا۔
دونوں طرف سے آخری فیصلہ کا شور ہوا۔
حضرت علیؓ کی فوج بڑھتی جاتی تھی۔
حضرت معاویہؓ کی فوج دبتی جاتی تھی۔
حضرت معاویہؓ کی طرف حضرت عمرو بن العاصؓ تھے۔
یہ ایسے معاملات میں بہت ہوشیار تھے۔
اب انھوں نے جنگ روکنے کے لیے ایک ترکیب نکالی۔

اس ترکیب سے ہاری ہوئی فوج ایک بار پھر سنبھالی
صبح جب حضرت معاویہؓ کی طرف سے فوجی لڑنے آئے
تو بہت سے فوجی اپنے نیزوں پر قرآن شریف
باندھ کر لائے۔
دمشق کا سب سے بڑا قرآن پانچ نیزوں پر بندھا تھا۔
پانچ آدمیوں کا گروہ نیزوں پر یہ قرآن لیئے کھڑا تھا۔
اِدھر حضرت علیؓ کی طرف سے ایک زور کا حملہ ہوا۔
اُدھر حضرت معاویہؓ کی طرف سے ایک شور برپا ہوا۔
حضرت علیؓ کی طرف یہ لوگ بڑھے آرہے تھے۔
دور سے اپنے قرآن دکھلا رہے تھے۔
یہ لوگ قرآن کا واسطہ سب کو دے رہے تھے۔
قرآن کے فیصلہ کی طرف سب کو بلا رہے تھے۔
حضرت علیؓ نے کہا، یہ ایک جنگی چال ہے۔
اس سے بچنا بڑا کمال ہے۔

حضرت علیؓ کی طرف کے اکثر سردار فوجیوں کو سمجھاتے تھے۔

اور اس چال میں پھنسنے سے بچاتے تھے۔
لیکن شامیوں کی تدبیر کارگر ہو چکی تھی۔
بہت سے فوجیوں کے دلوں پر اثر کر چکی تھی۔
اکثر فوجیوں نے فوج کو واپس بلانے پر اصرار کیا۔
قرآن کے سامنے تلوار چلانے سے انکار کیا۔
حضرت علیؓ فوج کو واپسی کا حکم دینے پر مجبور ہوئے۔
جیتی ہوئی لڑائی یوں چھوڑ دینے پر مجبور ہوئے۔

فیصلہ کے لئے حکم مقرر ہوتے ہیں!

اب جنگ دونوں طرف سے بند ہو چکی تھی۔
دونوں طرف سے فوجوں کی واپسی ہو چکی تھی۔
دونوں طرف کے عالم اور فاضل جمع ہوئے۔

عالموں اور فاضلوں میں بحث اور مباحثے ہوئے۔
اس بحث مباحثے میں یہ طے ہوا۔
کہ لڑائیوں کا قصہ اب ختم ہوا۔
آخری فیصلہ کے لیے دو۲ حکم مقرر ہوئے۔
مسلمانوں کے سب جھگڑے اُن کے سپرد ہوئے۔
لیکن حکم بنانے سے کچھ کام نہ چلا۔
ان جھگڑوں سے مسلمانوں کو اب بھی آرام نہ ملا۔
حکم کے فیصلہ میں بھی اختلاف ہوا۔
خلافت کا مسئلہ پھر بھی نہیں صاف ہوا۔
آپس میں اختلاف کا وہی حال تھا۔
آپس میں اتفاق ہونا اب بھی محال تھا۔
اتفاق سے مایوس ہو کر حضرت علیؓ پھر شام پر
حملہ کرنے کے لیے تیار ہوئے۔
لیکن اب ان کی فوج میں طرح طرح کے انتشار ہوئے۔

حضرت علیؓ کے ساتھی اب جنگ سے گھبرانے تھے۔
جنگ کے لیے جمع ہو ہو کر نکل جاتے تھے۔

خارجی

حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں ایک نیا فرقہ تیار ہوا۔
اُس نے اللہ کے سوا کسی کو حکم ماننے سے انکار کیا۔
حکم بنانے والوں کو کافر کہا۔
حکم کے ماننے والوں کو کافر کہا۔

حضرت علیؓ نے کہا:-
"ہم اللہ کے حکم کے تحت، حَکَم بناتے ہیں۔
اللہ کے حکم کے تحت حَکَم کا فیصلہ مانتے ہیں۔
حَکَم جب اللہ کے حُکم کے خلاف فیصلہ کریں گے۔
تو ان کا فیصلہ ہم رد کر کے رہیں گے۔
اِن شرطوں کے ساتھ حَکَم بنانا کوئی گناہ نہیں

قرآن کی روشنی میں کسی سے فیصلہ کرانا کوئی گناہ نہیں ۔"
لیکن ان دلیلوں سے یہ فرقہ ماننے والا نہ تھا۔
ان دلیلوں سے یہ فرقہ سیدھی راہ پر آنے والا نہ تھا۔
اس فرقہ میں بھی وہی سبائیوں کی لائی ہوئی شرارت تھی۔
جن کی شرارت سے مسلمانوں پر ہر روز ایک نئی مصیبت تھی۔
یہ فرقہ خارجی کے نام سے مشہور ہوا۔
اس فرقہ کو حضرت علیؓ سے لڑنا اب منظور ہوا۔
انھوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کا رشتہ توڑا۔
عبداللہ ابن وہب کے ہاتھ پر بیعت کر کے ایک نیا رشتہ جوڑا۔
ہر طرف انھوں نے قتل اور خون کا بازار گرم کیا۔
مسلمانوں پر اپنی تلواروں سے طرح طرح کا ستم کیا۔
حضرت علیؓ اس وقت شام پر حملہ کرنے کی

تیاری کر رہے تھے۔
فوجوں کو جمع کرنے کے لیئے احکام جاری کر رہے تھے۔
لیکن خارجی نہرواں میں جمع ہو کر قتل اور
غارت گری کا کام کر رہے تھے۔
نہروان میں مسلمانوں کا خون بہا کر اپنا نام کر رہے تھے۔
قتل اور غارت گری کا حال سُن کر حضرت علیؓ کو

بڑا ملال ہوا۔
خارجیوں کا فتنہ دور کرنے کا اب خیال ہوا۔
پہلے خارجیوں کو سمجھانے کی ہر طرح کوشش کی۔
خارجیوں کو سیدھی راہ پر لانے کی ہر طرح کوشش کی۔
لیکن خارجی کب ماننے والے تھے۔
وہ اپنے نئے عقیدوں میں دیوانے سے تھے۔
ان عقیدوں کے خلاف جو عقیدہ رکھتا تھا۔
اُس کو ہر خارجی کافر سمجھتا تھا۔

کافر سمجھ کر جان لینا ثواب سمجھتا تھا۔
اس ثواب کے لئے اپنی جان دینا بھی ثواب سمجھتا تھا۔
حضرت علیؓ کو مجبوراً ان کے خلاف بھی لڑنا پڑا۔
نہروان کے میدان میں دونوں کے درمیان
بہت ہی سخت رن پڑا۔
خارجیوں کے سپاہی ایک ایک کٹتے تھے۔
پھر بھی یہ سپاہی اپنی جگہ سے نہیں ٹلتے تھے
آہستہ آہستہ سب خارجی سپاہیوں کا قصہ تمام ہوا۔
لیکن حضرت علیؓ کی فوج کا بھی سخت نقصان ہوا۔

شام کی تیاری، لیکن ساتھیوں کی وجہ سے معذوری

نہروان کا جب قصہ تمام ہوا۔
حضرت علیؓ کو پھر شام کا خیال ہوا۔

حضرت علیؓ نے فوج کے ساتھ نخیلہ میں قیام کیا۔
نخیلہ میں قیام کر کے ہر طرح کی تیاری کا انتظام کیا۔
لیکن تیاری کے بجائے اکثر سپاہی نکلتے جاتے تھے۔
نخیلہ سے کوفہ کی طرف کھسکتے جاتے تھے۔
شام پر فوج کشی کا سوال اب محال تھا۔
کوفہ میں فی الحال ٹھہرنے کا خیال تھا۔
کوفہ میں اب آپ نے قیام فرمایا۔
کوفہ میں رہ کر خلافت کا انتظام فرمایا۔

حضرت معاویہؓ کا حملہ

ایران میں بغاوت

حضرت علیؓ اب کوفہ میں رہتے تھے۔
کوفہ میں رہ کر خلافت کا انتظام کرتے تھے۔
مسلمانوں کو جنگ کے لیۓ تیار کر رہے تھے۔

شام پر فوج کشی کے لئے تیار کر رہے تھے۔
لیکن ہمدردوں میں اب پست ہمتی چھائی تھی۔
اس پست ہمتی نے حضرت علیؓ کی طبیعت دکھائی تھی۔
حضرت معاویہؓ نے اس پست ہمتی سے بہت فائدہ اٹھایا۔
شام سے نکل کر حضرت علیؓ کی حدود میں قدم بڑھایا۔
حضرت علیؓ کی بعض حدود میں قبضہ جمایا۔
حضرت علیؓ کی خلافت کو بہت نقصان پہونچایا۔
لیکن حضرت علیؓ نے بھی بڑی ہمت سے کام لیا۔
اس پریشانی میں بھی حضرت معاویہؓ کی فوج کو
عراق سے باہر کر دیا۔
ادھر سے جب کچھ اطمینان ہوا۔
تو ایران میں بغاوت کا سامان ہوا۔
ایران کے صوبوں میں بغاوت کا بڑا زور ہوا۔
کرمان اور فارس وغیرہ میں بغاوت کا بڑا شور رہا۔

حضرت علیؓ کی ہمت نے ان بغاوتوں کو دبایا۔
باغیوں کو اسلام کا سبق پھر سے پڑھایا۔
حضرت معاویہؓ نے پھر چھیڑ چھاڑ کی۔
حجاز پر قبضہ کرنے کے لیئے فوج تیار کی۔
مکّہ اور مدینہ پر اُس فوج نے قبضہ کیا۔
مکّہ اور مدینہ کے بعد یمن کی طرف اُس فوج نے رُخ کیا۔
یمن میں بھی خوب قتل اور خوں ریزی ہوئی۔
حضرت علیؓ کے ہمدردوں کی ایک بڑی جماعت
قتل ہوئی۔
دوسری طرف شامیوں نے عراق کی سرحد پر حملہ کیا۔
حملہ کرکے عراق کی سرحد پر قبضہ کیا۔
حضرت علیؓ اُس وقت کوفہ کی مسجد میں پُرزور
تقریریں کر رہے تھے۔
ہر روز تقریروں سے اپنے ساتھیوں کو اُبھار رہے تھے۔

اُبھار کر شامی فوجوں سے لڑنے کے لیے تیار کر رہے تھے۔
عراق سے شامی فوجوں کو نکال دینے کے لیے کہہ رہے تھے۔
کوفہ والے تیار ہو ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔
حضرت علیؓ کو سخت صدمہ پہونچاتے تھے۔
حضرت علیؓ ان مشکلوں میں بھی مقابلہ کا سامان کر رہے تھے۔
نظامِ خلافت کو قائم رکھنے کے لیئے بے قرار ہو رہے تھے۔

حضرت علیؓ کی شہادت

نہروان کی جنگ میں خارجیوں کی جنگی قوت
ختم ہو چکی تھی۔
سامنے آکر لڑنے کی قوت رخصت ہو چکی تھی۔
لیکن اُن کو اپنے عقیدوں پر اب بھی اصرار تھا۔
عام مسلمانوں کے عقیدوں سے ان کو اب بھی انکار تھا۔
چھپ چھپ کر یہ فتنے پھیلاتے تھے۔

فتنے پھیلاکر روز نئی نئی مصیبتیں لاتے تھے۔
جنگِ نہروان کے بعد حج کے موقع پر کچھ خارجی جمع ہوئے۔
ان خارجیوں نے طرح طرح کے بحث اور مباحثے کئے۔
بحث اور مباحثہ کے بعد حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ اور
حضرت عمرو بن العاصؓ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا۔
ان بزرگوں کو شہید کرنے کا کام تین آدمیوں
کے سپرد کیا۔
تمام خارجیوں نے یہ خیال کیا۔
ان تینوں کی زندگی نے امن محال کیا۔
یہ تینوں آدمی اس مہم کے لیئے تیار ہوئے۔
نمازِ فجر میں یہ تینوں بزرگوں کو قتل کرنے
کے لیئے تیار ہوئے۔
تینوں کو ایک ہی دن ان تین بزرگوں کو قتل کرنا تھا۔
تینوں کو ایک ہی دن اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنا تھا۔

لیکن حضرت امیر معاویہؓ پر وار اوچھا پڑا۔
اُن کا قاتل بالکل ناکام ہوا۔
حضرت عمرو بن العاصؓ کی جگہ پر دوسرا شخص امام بنا
دھوکے میں اُس کو شہادت کا جام ملا۔
حضرت علیؓ کے قتل کا ابنِ ملجم ذمّہ دار تھا
اس سے بڑھ کر اور کون بدکردار تھا۔
مسجد کے دروازہ پر یہ بدکردار ابنِ ملجم کھڑا تھا۔
فجر کے وقت حضرت علیؓ کے آنے کا انتظار کر رہا تھا
حضرت علیؓ لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے ہوئے آ رہے تھے
سوتے ہوؤں کو اللہ کی طرف بُلاتے ہوئے آ رہے تھے
دروازہ پر اُس شقی نے حضرت علیؓ پر وار کیا
اس وار نے حضرت علیؓ کو نڈھال کیا۔
ظالم کی تلوار زہر میں بجھائی تھی۔
حضرت علیؓ کے لیئے جنّت کی خبر لائی تھی۔

آپ صرف دو دن زندہ رہے۔
پھر اپنے اللہ کے پاس چل بسے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

حضرت علیؓ کی خلافت کا دور

اسلامی خلافت میں فتنہ اور فساد کا دور اب آچکا تھا۔
فتنہ اور فساد کی وجہ سے امن اور اطمینان کا
دور اب جا چکا تھا۔
حضرت علیؓ امن اور اطمینان لانے کی
کوشش کرتے تھے۔
امن اور اطمینان سارے ملک میں پھیلانے
کی کوشش کرتے تھے۔
لیکن فتنوں اور فسادوں سے مجبور تھے۔
آپس کے جھگڑوں سے معذور تھے۔

ایک لمحہ بھی فتنوں سے اطمینان نہ تھا۔
نئے نئے فتنوں کے سوا اور کوئی سامان نہ تھا۔
سارا زمانہ اِن فتنوں میں لڑتے لڑتے گذرا تھا۔
حضرت علیؓ کا ایک لمحہ بھی کب چین سے گذرا تھا۔
ان فتنوں میں ملکی انتظام کرنا کتنا مشکل تھا۔
تحمل اور برداشت سے کام لینا کتنا مشکل تھا۔
تحمل اور برداشت کے ساتھ ان فتنوں سے گذرنا تھا۔
ان فتنوں میں بھی رسول اللہ کی سنت پر چلنا تھا۔
احکام الٰہی کے خلاف کچھ نہیں کرنا تھا۔
ہر حال میں راضی برضا رہنا تھا۔
ان فتنوں میں بھی رسولؐ اللہ کی خلافت کا نمونہ پیش کرنا تھا۔
حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی طرح خلافت
کا کام کرنا تھا۔
حضرت علیؓ نے سنتِ رسولؐ پر چل کر دکھلا دیا۔

فتنوں کے درمیان میں بھی اسلام کا طریقہ سکھلا دیا۔
احکام الٰہی کے سامنے ناکامیوں کی کب پرواہ تھی۔
ان ناکامیوں میں بھی حضرت علیؓ کے سامنے
رسول اللہؐ کی راہ تھی۔
احکام الٰہی کے خلاف اگر کوئی ساتھی کچھ کرتا تھا۔
تو خلافت کی طرف سے اس پر سخت اعتراض ہوتا تھا۔
خلافت کا ہر عامل حضرت علیؓ کے اعتراض سے ڈرتا تھا۔
ایمان اور دیانت کے ساتھ ہر عامل کام کرتا تھا۔
ان فتنوں میں بھی ایمان اور دیانت کا آفتاب
چمکتا تھا۔
ایمان اور دیانت کی روشنی میں خلافت کا ہر کام ہوتا تھا۔

فضائل اور اخلاق!

حضرت علیؓ رسول اللہؐ کی تربیت میں پلے تھے۔

پیغمبر اسلامؐ کی گود میں بڑھے تھے۔
توحید کی روشنی میں پروان چڑھے تھے۔
شرک کی تاریکیوں سے دور رہے تھے۔
بچپن ہی سے اسلام کے فدائی تھے
رسول اللہؐ کے بہت بڑے شیدائی تھے۔
لکھنا پڑھنا آپ جانتے تھے۔
رسول اللہؐ قرآن آپ سے لکھواتے تھے۔
کاتبِ وحی آپ کہلاتے تھے۔
رسول اللہؐ کی طرف سے خطوط اور فرمان
آپ لکھتے تھے۔
قرآن خوب یاد کرلیا تھا۔
ایک ایک آیت کو سمجھ لیا تھا۔
خطبہ آپ خوب دیتے تھے۔
آپ کے خطبات بہت اثر کرتے تھے۔

خطبوں میں فصاحت کا دریا بہتا تھا۔
فصاحت اور بلاغت سے آپ کا خطبہ بھرا ہوتا تھا۔
مقدمات کا فیصلہ کرنا آپ کا کام تھا۔
مقدمات کا فیصلہ کرنے میں آپ کا بڑا نام تھا۔
بہادری میں آپ کی عجیب شان تھی۔
بہادروں کی بہادری آپ پر قربان تھی۔
بدر میں آپ ابھی کمسن تھے۔
پھر بھی ولید جیسے بہادر کے آپ قاتل تھے۔
غزوۂ خندق میں بھی آپ نے دشمنوں کو للکارا تھا۔
بہت بڑے کافر سردار کو آپ نے مارا تھا۔
خیبر میں آپ نے بہادری کے جوہر دکھلائے تھے۔
مرحب جیسے سردار کو مار کر آئے تھے۔
اسلامی جنگوں میں آپ کے عجیب رنگ تھے۔
دوست اور دشمن سب ہی دیکھ کر دنگ تھے۔

خطروں کے مقام پر آپ اکثر جاتے تھے۔

اور ہمیشہ کامیاب ہو کر واپس آتے تھے۔

زہد اور تنگی کے ساتھ آپ زندگی بسر کرتے تھے

اس تنگی پر آپ ہمیشہ صبر کرتے تھے۔

مزدوری کر کے آپ اکثر پیسے لاتے تھے۔

پھر غریبوں کو یہ پیسے اکثر دے ڈالتے تھے۔

فاقوں پر فاقے ہوتے تھے۔

پھر بھی بھوکوں کی خبر لیتے تھے۔

خود فاقہ کر کے سو رہتے تھے۔

لیکن بھوکوں کا پیٹ بھر کر رہتے تھے۔

جنت کی ملکہ گھر میں تھیں۔

سب کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔

کھانے اور کپڑے میں تنگی تھی۔

لیکن اس تنگی میں ایک عجیب بلندی تھی۔

اپنے اخلاق سے دشمنوں کو بھی خوش کرتے تھے۔
دشمنوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرتے تھے۔
اللہ کی عبادت میں مزے لیتے تھے۔
رات رات بھر عبادت کرتے تھے۔
اللہ کی یاد میں اکثر رویا کرتے تھے۔
رو رو کر دل اپنا دھویا کرتے تھے۔
اے اللہ! حضرت علیؓ کا خوف اور خشیت
ہم سب کو دے۔
اس خوف اور خشیت کے ساتھ ایمان کی
دولت ہم سب کو دے۔
ایمان کے ساتھ رہنا سب کو سکھلا دے۔
فتنوں سے گذرنا سب کو سکھلا دے۔

بلشر شرافت حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین کی تعلیم دینے نیز اردو سکھانے کے لئے

❁ بہترین کتابیں ❁

ماہرین تعلیم کا متفقہ فیصلہ

اس سے بہتر اور موثر طرز تحریر بچوں اور بالغوں کے حق میں تجربہ میں نہیں آیا ھے

اللہ کے رسول ص ۶ آنہ۔ حضرت ابوبکر رض ۶ آنہ حضرت عمر رض ۶ آنہ حضرت عثمان رض ۶ آنہ حضرت علی رض ۶ آنہ۔ اچھی باتیں پہلا حصہ ۴ آنہ۔ دوسرا حصہ ۸ آنہ۔ تیسرا حصہ ۶ آنہ چوتھا حصہ ۸ آنہ پانچواں حصہ ۸ آنہ اچھا قاعدہ ڈھائی آنہ اچھے قصے ۶ آنہ۔ آسان فقہ ۶ آنہ۔ دروس الاطفال عربی ۶ آنہ۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ دین و دانش مکارم نگر لکھنؤ

Cover Printed at Rainbow Press, Lucknow-Phone 2987